# ایوانِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ ومتعنا اللہ بطول حیاتہٖ آمین) کی نصیب اعدا ناسازیٔ مزاج کا سلسلہ ابھی چلا جا رہا ہے۔ اللہ کے فضل سے امید ہے کہ بہت جلد جماعت کو آپ کی صحت کامل کا مژدہ سنانے کا موقعہ ملیگا۔

(۲) حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے نبیوں اور خلفاء کی صحت و علالت ان کی زندگی کا ہر واقعہ اور ہر حالت قوم کیلئے ایک سبق اور تعلیم ہوتی ہے۔ میرا اپنا ایمان تو یہ ہے کہ قوم کی شامت اعمال اور بعض کمزوریاں بھی ان مبارک وجودوں کی ظاہری تکلیف کا موجب ہو جاتی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی راہ میں جو چیز روک تھی وہ بنی اسرائیل کی کمزوریاں ہی تھیں۔ اس لئے ہم جو آپ کی علالت کے ایام میں ان فیوض سے محروم ہو رہے ہیں جو آپ کی صحت کے ایام میں میسر تھے تو یہ دراصل ہماری اپنی غفلتوں اور کمزوریوں کا نتیجہ ہے اسلئے لازم ہے کہ ہم کثرت سے استغفار کریں اور اس کے ساتھ صدقات دیں۔ اور دعاؤں میں لگے رہیں۔

(۳) انسان کے اخلاق کا پتہ اور خدا پر اس کے ایمان و توکل کا اندازہ بیماری کی حالت میں خوب ہوتا ہے۔

میں احباب کو حضرت خلیفۃ المسیح کی بعض باتیں سناتا ہوں۔ ان سے ایمان اور ذوق میں ترقی ہوگی۔ اور خدا تعالیٰ کا شکر کریں گے کہ انہوں نے جس ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے وہ بابرکت ہاتھ ہے۔

۲۱ اپریل کو حضرت کو تکلیف زیادہ تھی۔ آپ نے چند احباب کو بلایا۔ اور دعا کے لئے تحریک فرمائی۔ مغرب کی نماز میں حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب نے اعلان کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح چاہتے ہیں کہ احباب مل کر صحت کے لئے دعا کریں۔ اور کل ۲۲ اپریل کو بعد نماز ظہر دعا کی جائے اس مقصد کے لئے ۲۲ اپریل ۱۹۱۶ء

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پروپرائٹر و پبلشر کے شائع ہوا

کو بعد نماز ظہر مسجد اقصیٰ میں احباب نے مل کر دعا کی۔

۴۔ بات بظاہر معمولی ہے لیکن اس کی تہ میں اس **لذیذ** اور **کامل ایمان** کا پتہ ملتا ہے جو اس پاک **وجود** کی اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات پر ہے۔ بدر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو باوجودیکہ خدا تعالےٰ کے فرمودہ پر پورا ایمان تھا۔ مگر آپ نے بہت دعا کی یہانتک کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اللہ تعالےٰ کے وعدے ہیں جو پورے ہونگے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک کامل عارف باللہ تھے اور خدا تعالیٰ کی بے نیازی پر بھی ایمان لاتے تھے۔ اور جانتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے فتح و نصرت کی شہادت دی ہے مگر پھر بھی دعاؤں میں مصروف رہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی بے نیازی ایک الگ چیز ہے اور اس کی صفات میں سے ایک صفت ہے اس لئے **مومن** کا کام یہی ہے کہ وہ ہر وقت اسی کے آستانہ پر گرا رہے حضرت **خلیفۃ المسیح** نے اس حکم میں جماعت کو ایک سبق دیا کہ ہر **مصیبت** و ابتلا میں تمہارا **قدم** خدا تعالےٰ کی طرف اٹھنا چاہیئے۔ اور اسی کی طرف بڑھو۔ جس طرح ہر ماں بچے کو مارتی ہے تو وہ بچہ ماں ہی پکارتا ہوا اس کی طرف جاتا ہے۔ پھر تمہاری تمام امیدیں اسی میں جاکر ختم ہوں اور ہر مصیبت وابتلا میں دعاؤں سے کشود کار چاہو۔ اور مل کر دعائیں کرو۔ کیونکہ نہیں معلوم کون ایسا وجود ہے جس کی دعاؤں کی خدا کی نظر میں زیادہ عزت اور قدر ہے۔ تمہاری دعائیں اس سے مل کر **قبولیت** کا رنگ اختیار کرلیں گی۔ میں نے حضرت کے اس **ارشاد دعا** کو سنا تو مجھے بہت جوش اور ذوق دعا کے لئے پیدا ہوا۔ اور حضرت **خلیفہ ثانی** کے متعلق میرے **ایمان** پر ایک خاص کیفیت پیدا ہوئی۔ اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ احباب کو اس میں شریک کروں۔

(۵) ایسا ہی صدقات کے متعلق بھی دیکھا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھی عام عادت تھی کہ وہ ذرا سی تکلیف پر بھی صدقات میں ترقی کرتے اور خدا کے حضور **قربانیاں** دیتے۔ مصائب اور ابتلا کے ایام میں آپ کا یہ جوش اور عمل بہت ترقی کر جاتا۔ ایک مرتبہ ایک بچے کے خواب پر یہاں اس قدر قربانیوں کے رنگ میں صدقہ کیا گیا کہ **قربانی** کے بکروں کے ذبح سے خون کی نالیاں جاری ہوگئی تھیں۔

حضرت **خلیفہ ثانی** کا عمل بھی اسی سنت پر ہے۔ کوئی چھوٹے سے چھوٹا امر بھی پیش آجاتا ہے تو آپ صدقات کی طرف توجہ فرماتے ہیں اور یہ عملی تعلیم ہے کہ اپنے ابتلاؤں میں **صدقات** اور دعاؤں سے کام لو۔

چونکہ جماعت کے **امام** اور **خلیفہ** کی **علالت** ایک قومی **تکلیف** اور ابتلا ہوتا ہے۔ اس لئے جماعت کو **صدقات و خیرات** سے کام لینا چاہیئے۔ قادیان کی **جماعت** نے **صدقے** کا انتظام کیا ہے۔ بیرونی جماعتیں بھی اس میں حصہ لیں تو بابرکت امر ہے۔ پس اپنے اپنے **مقاموں** پر مل کر بھی اور جدا جدا بھی دعائیں کرو۔ اور صدقات دو۔ اس طرح پر یہ **علالت** اپنے رنگ میں تمہارے لئے قرب الٰہی کا ایک ذریعہ ہوجائے گی یاد رکھو کوئی تشویش کی بات نہیں ہے حضرت کی صحت خدا کے فضل سے ترقی کر رہی ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔

حضرت کی اس ناسازی مزاج سے جو سبق ہمیں مل سکے ہیں ان پر تفصیل سے آپ کی صحت کے بعد انشاء اللہ لکھنے کا ارادہ ہے۔ مختصر رپورٹ حسب ذیل ہے۔

۲۴ر اپریل کی صبح کو بخار بالکل نہیں تھا۔ مگر پیچش کا خفیف سا دورہ ہوا جس سے بہت ضعف ہوگیا اور غشی کی سی کیفیت ہوگئی۔ رات کو نیند بھی آگئی۔ ۲۵ر اپریل کو طبیعت اچھی رہی بخار نہیں ہوا مگر ضعف بدستور رہا نیند آگئی۔ ۲۶ر کی صبح کو طبیعت اچھی ہے آج ۲۷ر کو بھی الحمدللہ طبیعت اچھی ہے۔ (۱۲ بجے دن تک)

۲۵ اپریل سنہ ۱۹۱۸ء کو خدام قادیان نے صدقہ دینے کا انتظام کیا اور قریباً پونے دو سو روپیہ کے قریب جمع ہوا۔ ۲۶ کو ۱۰ بجے فر[illegible]

# زکوٰۃ

زکوٰۃ اسلامی ارکان اور ضروریات میں سے ایک اہم ضرورت ہے اس کی اہمیت کا اس سے پتہ لگ جاتا ہے کہ حضرت **خلیفہ اول صدیق اکبر** رضی اللہ عنہ کو **منکرین زکوٰۃ** کے ساتھ جنگ کرنا پڑا۔ بجز زکوٰۃ کے خرچ کرنے کا ہر شخص کو اختیار نہیں۔ بلکہ ضروری ہے کہ وہ خلیفہ کے حضور جمع ہو۔ اور وہ **مصارف زکوٰۃ** کے موافق اس کے خرچ کرنے کا حکم دے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے **انتظام زکوٰۃ** کے خاص طور پر اپنی تقریرون کی تاکید فرمائی ہے۔ غرض زکوٰۃ ایک نہایت اہم اور ضروری رکن ہے اور **قومی بیت المال** کا جزو اعظم ہے احمدی جماعت نے دوسرے مسلمانون کے مقابلہ میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہے اس لئے انہیں مضبوطی کے ساتھ اس **اصل** کو پنجہ مارنا چاہیئے۔ **رجب کے** مہینے میں عام طور پر لوگ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اس لئے ہر **صاحب نصاب** کو مناسب ہے کہ وہ حساب کر کے **زکوٰۃ** کا روپیہ **محاسب صدر انجمن احمدیہ** کے نام بھیجدین اور یہ روپیہ جمع ہو جانے پر **مصارف زکوٰۃ** پر حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم سے صرف ہوگا۔ تمام تاجر اپنے اپنے حساب باقاعدہ کرین۔ زکوٰۃ کے لئے حساب کرنے سے انہیں اپنے حسابات کی درستی کا بھی موقعہ ملیگا۔ انجمنون میں باقاعدہ زکوٰۃ کے رجسٹر رکھنے چاہئیں۔ جن کی **ہنیانیان** صدر انجمن نے چھپوائی ہیں اور وہ ماتحت انجمنون کو بھیجدی جاوینگی کہ اس کے موافق زکوٰۃ کے رجسٹر تیار کرین۔ مجھے یقین ہے کہ یہ مختصر سی تحریک کافی سمجھی جائے گی۔ اور تمام انجمنیں ؔ صول زکوٰۃ کا باقاعدہ انتظام کردین گی ؛

(کاتب الحکم سلطان احمد)

---

**اطلاع**۔ پریس مین کی علالت کے باعث یہ اخبار صرف آٹھ صفحہ کا شائع ہوا ہے ایڈیٹر

# لنڈن مشن
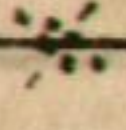
ولایت میں جناب مفتی صاحب کے ہاتھ پر **وینٹ نور** میں **دو مرد** اور ایک عورت حلقہ اسلام میں داخل ہوئے۔ جن میں ایک نہایت قابل ڈاکٹر اتھریج۔ ایم۔ آر۔ سی۔ ایس ہیں۔ معہ اپنی ہمشیرہ کے مسلمان ہوئے بہن بھائی کا نام حکمۃ اور حکیم رکھا گیا۔

۲۔ قاضی عبد اللہ صاحب کے ہاتھ پر **مس ہاروی** مسلمان ہوئی ان کے علاوہ قاضی صاحب کی تبلیغی کوششون سے چار معزز دوست سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔

۳۔ مفتی صاحب کو علمی فضیلت کے باعث لنڈن کالج آف سائیکالوجی نے اپنا فیلو منتخب کیا۔ اور ایف۔ پی۔ سی کا ٹائیٹل عطا کیا الحمد اللہ علی ذالک ؛

۴۔ پنجاب کے مختلف مقامات پر تبلیغی دورے اور مناظرے ہوتے رہے۔ شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور نے ڈیرہ اسماعیل خان میں آریون کو شکست فاش دی۔ جبکہ مناظرہ سے انہون نے انکار کر دیا۔ مفصل نور میں شائع ہوگا۔ شیخ صاحب کے لیکچر بڑی کامیابی سے ہوئے۔ مولوی فضل الدین اور شیخ عبد الرحمٰن صاحب نو مسلم مصری آریون سے مباحثہ کے لئے گوجرانوالہ تشریف لیگئے ہیں۔ **گرنا پور** میں مولوی ثناء اللہ امرتسری سے حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکے اور مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے مباحثہ کیا۔

---

# رسالہ احمدی خاتون

احمدی سلسلہ کا اکیلا ماہوار رسالہ جو مستورات میں مذہبی دلچسپی اور دینداری کا مذاق پیدا کرنے کیلئے جاری کیا گیا ہے خدا کے فضل سے باقاعدہ شائع ہونے لگا ہے سالانہ **قیمت عہ** ہے اسکی پچھلی جلدیں ۸؍ فی جلد کے حساب سے مل سکتی ہیں۔ دفتر الحکم سے طلب کرو ؛

# حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دُربار نایاب تحریرین

## فلسفہ اخلاق اور عملی صراط مستقیم

✠

ایسا ہی تزکیہ نفس کی حالت میں توحید عملی غرض ہوتی ہے اور اس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ تا اپنے صحن قلب کو دغل غیر اللہ سے صاف اور پاک کرے اور بلاشبہ اخلاق رزیلہ سب غیر اللہ ہیں۔ جو کسی خود غرضی کے منشاء سے پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایک شخص جو تکبر کرتا ہے اس کو اپنے نفس کو بزرگ بنانا مد نظر ہوتا ہے ایسا ہی عجب میں اپنے نفس کی خوبی دیکھی جاتی ہے بخل میں بھی اپنی ہی خودداری منظور ہوتی ہے۔ حرص بھی اپنا ہی نفس خوش کرنے کے لئے ہوا کرتی ہے۔ پس (۲۲) انسان کی فلاح کلی ترک سے اسی میں ہے کہ وہ اخلاق ذمیمہ سے تزکیہ اپنے نفس کا کرکے توحید عملی اختیار کرے اور اسی کیطرف اشارہ ہے **قد افلح من زکّٰھا** ہیں۔ اور اسی کی طرف اشارہ ہے **الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولٰئک لھم الامن وھم المھتدون**

یعنے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو کسی نوع کی شرک سے ملوث نہ کیا۔ انہیں کو خطرات عذاب سے امن ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔ یعنے ان کا قول اور فعل اور حال سب خدا کے لئے ہو گیا۔ ایمان بھی خالصاً خدا پر لائے۔ اور توحید فی ذات اللہ اور توحید فی **صفات اللہ** کا درجہ پایا۔ اور پھر اپنی اخلاقی قوتوں کو بھی خدا کی راہ پر خرچ کیا یعنے توحید فی **تبعیت اخلاق اللہ** اختیار کی بامدیہ توحید فی **تبعیت اخلاق اللہ** اس لئے توحید ہے کہ اس سے اپنی صفات سے فنا لازم آتی ہے اور پھر توحید آخری جو توحید حالی ہے یہ کہ نفس کو اخلاق رزیلہ اور ہر ایک خواہش ماسوی اللہ سے پاک کرکے انس اور شوق الٰہی میں مستغرق کرین یہ اس لئے توحید ہے کہ اس میں فنا اپنی ذات سے لازم آتی ہے کیونکہ بکلی تزکیہ نفس کا تب ہی ہوتا ہے کہ جب نفس ہی درمیان نہ رہے۔

## صیقل زدم آنقدر کہ آئینہ نماند

یہ توحید کامل دعا اور تضرع سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ اپنے وجود اور اپنی خواہشوں سے بکلی منقطع ہو جانا وضع انسان کے برخلاف ہے اس لئے محض اپنے علم اور زور سے اس مہم کو فتح کرنا نہایت درجہ مشکل ہے اور عبودیت خالص بجز اس توحید کے ممکن نہیں اس لئے توحید کے حاصل کرنے کے لئے۔

## **ایاک نعبد وایاک نستعین** کی دعا ہے

کیونکہ بجز فضل الٰہی کے یہ توحید حاصل نہیں ہو سکتی۔

اب خلاصہ یہ ہے کہ توحید تین قسم ہے ایک **توحید علمی** کہ جو تصحیح عقائد سے حاصل ہوتی ہے۔ دوسری **توحید عملی** کہ جو قوی اخلاقی کو خدا کے راستہ میں محو کرنے سے یعنے **فنا فی اخلاق اللہ** سے حاصل ہوتی ہے۔

تیسری توحید حالی جو اپنے نفس ہی کا حال اچھا بنانے سے حاصل ہوتی ہے یعنی نفس کو کمال تزکیہ کے مرتبہ تک پہونچانا اور غیر اللہ سے صحن قلب کو بالکل خالی کرنا اور نابود ہو کر بے نمود ہو جانا یہ توحید بوجہ کامل تب میسر آتی ہے کہ جب جذبہ الٰہی انسان کو پکڑ لے اور بالکل اپنے نفس سے نابود کر دے اور بجز فضل الٰہی کے نہ یہ علم سے حاصل ہو سکتی ہے اور نہ عمل سے اسی کے لئے عابدین مخلصین کی زبان پر نعرہ **ایاک نستعین** ہے **ان اللہ یزکی من یشاء** لیکن جو شخص ظلم صریح اور کذب فاش کو چھوڑ دے۔ اور حتی الوسع والطاقت تزکیہ نفس میں مجاہدہ کرے اسکو جناب الٰہی سے امیدوار ہونا چاہئے جو اس توحید کا پیالہ اس کے نصیب کرے ؎

گرچہ وصالش نہ بکوشش دہند ٭ ہر قدر اے دل کہ توانی بکوش

# مکتوبات احمدیہ

## سیٹھ عبدالرحمن صاحب کے نام

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا میں اس قدر آپکے لئے دعا میں لگا ہوا ہون جس کی تفصیل آپکے پاس کرنا ضروری نہیں۔ خداوند علیم بہتر جانتا ہے۔ میں آپکے تار کا منتظر نہیں زیادہ مجھے اس بات کا انتظار ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی طرف سے بشارت کی تار پہونچے۔ یہ حالتیں عسر یسر کی دنیا میں ہوتی رہتی ہیں۔ مگر بڑی بھاری دولت یہ ہے۔ کہ ایسی تقریبوں سے انسان کو خدا تعالےٰ پر زیادہ یقین پیدا ہو جائے جبکہ میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ جس کو میں جانتا ہوں کہ وہ حضرت عزت جلشانہ میں قدر رکھتی ہے۔ توپھر آپ کو زیادہ تر قلق اور کرب میں نہیں رہنا چاہیئے۔ دنیا کے محجوب لوگ جن کو خدا تعالےٰ سے بلا واسطہ اور بواسطہ کچھ تعلق نہیں ہوتا ہے۔ اگر غموں کے صدمہ سے مر بھی جائیں تو کچھ تعجب نہیں۔ مگر جس کو یہ تقریب پیش آئے جو آپ کو میسر آئی ہے اس کو غم کرنا اس تقریب کی ناقدر شناسی ہے۔ دنیا تماشاگاہ ہے کبھی انسان عروج میں گویا افلاک تک پہونچتا ہے۔ اور کبھی خاک میں۔ مگر جو لوگ خدا کی طرف اور خدا کے بندوں کی طرف جھکتے ہیں وہ ضائع نہیں کئے جاتے ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔ میں ہر ایک رات پیام بشارت کا منتظر ہون اور میں خداوند کریم کو جس قدر فی الوقت رحیم کریم دیکھتا ہون میرے پاس الفاظ نہیں کہ ان کو بیان کر سکون ؛۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

یکم جولائی ۱۸۹۹ء

## ایضاً

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلمہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہونچا۔ اللہ جلشانہ آپ کی نیات خیر سے صدہا حصہ زیادہ آپسے معاملہ کرے آمین۔ مین آپکے لئے دعا مین مشغول ہوں اور امید رکھتا ہون کہ قبولیت کی بشارت سنون مجھے اس قدر اللہ تعالےٰ کے لطف اور احسان پر امید ہے کہ ان کا اظہار مشکل ہے اور بغیر کسی فخر کے مجھے یقین ہے۔ کہ میری دعا معمولی نہیں ؛۔

| | |
|---|---|
| ہر آن کاریکہ گرددا ز دعائے محو جانانے | نہ شمشیرے کند آن کار و نے بازو نہ یارانے |
| عجب تا ثیر دارد اشکے کہ دست عاشقے باشد | بگرداند جہانے را ز بہر کار گریانے |
| اگر جنبد لب مردے ز بہر آنکہ سرگردانے | خدا از آسمان پیدا کند ہر نوع سامانے |
| ز کار افتادہ را بر کارے کند خدا زین رہ | ہمیں باشد دلیل آنکہ ہست از خلق پنہانے |

مگر باید کہ باشد طالب او صابر و صادق
نہ بیند روز نومیدی وفادار از دل و جانے

والسلام خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان ۶ اگست ۱۸۹۹ء

## فراہمی غلہ کا انتظام

الحکم میں اس موقعہ پر فراہمی غلہ کی تحریکین شائع ہوا کرتی ہیں اس مرتبہ صدر انجمن نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ بیرونی انجمنیں اور تحصیلین جو غلہ چندہ میں وصول کرین وہ فروخت نہ کرین۔ بلکہ اصل غلہ ہی قادیان پہونچا یا جاوے۔ ضلع گورداسپور میں ودیرفی من تمام مقامی انجمنون نے دینا منظور کر لیا ہے ہر ایک جنس کا دوسرے اضلاع میں بھی یقین ہے کہ احمدی احباب اس تجویز پر عمل درآمد کرین گے۔ سال تمام کے لئے لنگر خانہ اور سالانہ جلسہ کے اغراض کے لئے دو ہزار من غلہ کی کم از کم ضرورت ہے اس لئے یہ مقدار احمدی زمیندار احباب کو پوری کر دینی چاہیئے اس مرتبہ یہ تجویز ہے کہ پورے سال بھر کے ضروریات کیلئے لنگر خانہ اور سالانہ جلسہ کے خاص اخراجات کے موافق غلہ جمع کر لیا جاوے۔ اگر زمیندار احباب اور انجمنون کے

# جناب مولوی غلام اکبر خانصاحب

## ہائیکورٹ حیدرآباد کی ججی کی کرسی پر

ہمارے ناظرین جناب مولوی غلام اکبر خان صاحب کے نام نامی سے واقف ہیں۔ آپ حیدرآباد کے ایک ممتاز رکن اور ایک قانونی رسالہ کے کامیاب ایڈیٹر کی حیثیت میں کافی سے زیادہ شہرت اور عزت حاصل کر چکے ہیں حضور وزیر ہند اور وائسرائے ہند کی خدمت میں جو ایڈریس سلسلہ احمدیہ کے نمایندوں نے پیش کیا تھا ان میں مولوی غلام اکبر خان صاحب ہی احمدی جماعت کے نمایندے تھے۔ سلسلہ احمدیہ میں اپنے اخلاص اور ایثار کے لئے وہ قابل قدر ہیں۔ غرض مولوی غلام اکبر خان صاحب اپنی وجاہت اور علمی قابلیت اور عملی حیثیت میں ایک ممتاز بزرگ ہیں۔ ہائیکورٹ حیدرآباد کی ججی کے لئے سرکار نظام کی نگاہِ انتخاب وقدر نے جس وجود کو عزت بخشی وہ یہی مولوی غلام اکبر خانصاحب ہیں۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ مولوی غلام اکبر خان صاحب کی پریکٹیس حیدرآباد دکن میں ایک کامیاب پریکٹس تھی۔ اور غالباً روپیہ کے نزانہ سے وکالت اور ججی کا موازنہ پورا نہ ہوسکے لیکن سلطان دکن کی قدردانی اور عزت افزائی ایک ایسی چیز ہے کہ روپیہ اس کے مقابلہ میں کچھ ہستی ہی نہیں رکھتے اور میں تو یقین رکھتا ہوں کہ سلطان دکن جس کی نگاہ انتخاب نے ہائیکورٹ کی ججی ایسے ذمہ واری کے عہدہ پر ایسے قابل اور وقیقہ رس انسان کو منتخب کیا ہے۔ وہ اس سے ناواقف نہیں ہو سکتے کہ مولوی غلام اکبر خان صاحب کی آمدنی پر اس کا کیا اثر پڑیگا۔

اور وہ وقت دور نہیں کہ خسروانہ نوازشیں مولوی صاحب کو کہاں سے کہاں لے جاتی ہیں۔ حیدرآباد دکن کے ہائی کورٹ میں مولوی غلام اکبر خان صاحب کے وجود سے خدا کے فضل سے ایک مفید اضافہ ہوا ہے۔ حیدرآباد کے باشندے خوش قسمت ہیں کہ انہیں ایک ایسے قابل قانون دان اور متدین اور بے لوث انسان کی خدمات سے فائدہ اٹھانیکا موقع ملا ہے اور یہ سب کچھ **سلطان دکن** کی بلند نظری اور مردم شناسی اور اپنی رعایا کی خبرگیری کا نتیجہ ہے۔



مولوی صاحب کے فرائض میں جو اضافہ ہوا ہے وہ بہت عمدگی سے سمجھ سکتے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ وہ سلطان دکن کے اس حسن ظن کو جو آپنے اس انتخاب کے ذریعہ ظاہر فرمایا ہے۔ واقعات کی روشنی میں دکھا سکیں گے۔

**مولوی غلام اکبر خان صاحب** کے انتخاب سے **سلطان دکن** کی مذہبی بے تعصبی کا پورا پورا اظہار ہوگیا ہے۔ اور یہہ ثابت ہوگیا ہے کہ ترقی اور کامیابی کے لئے **سلطان دکن** کی نظر میں **صرف قابلیت ہی ایک معیار ہے**

بہرحال احمدی جماعت مولوی غلام اکبر خان صاحب کے اس انتخاب پر سلطان دکن کی قدردانی کا شکریہ ادا کرتی ہے اور وہ یقین رکھتی ہے کہ **مولوی غلام اکبر خان** صاحب کی خدمات اپنے آقا کی **خوشنودی** کو پیش از پیش حاصل کرسکیں گی۔

میں **احمدی جماعت** کے افراد کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ مولوی صاحب کی کامیابی کے لئے دعاؤں سے کام لیں۔ وہ اس **جلیل الشان** عہدہ کے ذریعہ انصاف اور آئین کا صحیح اور **حقیقی** رعب قایم کرنے میں کامیاب ہوں (آمین)

## امتحان انٹرنیس کا نتیجہ

ہمارے سکول تعلیم الاسلام کے ۴۳ طلبا میں سے ۲۱ پاس ہوئے یہ نتیجہ گو سال ماسبق کی بنسبت بہتر نہیں لیکن جبکہ اس سال پنجاب بھر کے سکولوں کا نتیجہ عمدہ نہیں تو اس نسبت مد نظر رکھ کر قابل تعریف ہے۔ مفصل رپورٹ عنقریب شائع ہوگی۔

# گذشتہ صحبتوں کی یاد

## نمبر ۴

## دائرۃ التالیف شبلی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

مولانا شبلی مرحوم ہرچند ہمارے سلسلے کے ساتھ کوئی تعلق نہ رکھتے تھے۔ بلکہ میں نے ان میں سلسلہ کے متعلق اخلاقی جرأت کی بعض کمزوریوں کو اس وقت خصوصیت سے مشاہدہ کیا تھا جبکہ میں لکھنو کے جلسہ ندوۃ میں حضرت اولوالعزم اور دیگر بزرگان ملت کے ہمراہ شریک ہوا تھا۔ بااین میرا اپنا خیال ان کے متعلق یہ ہے کہ وہ تصنیف و تالیف کے نہ صرف شوقین تھے بلکہ وہ مفید اور پراز معلومات تالیفات کرنے والے تھے۔ ایک زمانہ میں انہوں نے دائرۃ التالیف نام رسالہ جاری کرنے کا ارادہ کیا۔

شبلی صاحب حضرت حکیم الامۃ مولینا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ سلسلہ خط کتابت رکھتے تھے حضرت حکیم الامۃ کو بھی وہ اشتہار بھیجا اور اس رسالہ میں گویا مضمون نویسی کی شرکت چاہی۔ بظاہر یہ ایک عمدہ اور خوشنما بات تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام تک جب یہ معاملہ پہونچا تو آپ نے نہایت نفرت کی نظر سے شرکت کو دیکھا اس کی کیفیت جو حضرت صافی نے لکھی ہے۔ سیرۃ مسیح موعود علیہ السلام میں یہ واقعات پوری تفصیل سے ہونگے۔ اس سے اس سوال کا فیصلہ ہو جاتا ہے کہ دوسروں کے ساتھ ملکر یہ سلسلہ کس حد تک کام کر سکتا ہے؟ آج اس سوال پر مباحثے ہوتے ہیں مگر حضرت صاحب کا اسوہ حسنہ ہمارے سامنے ہے یہی ایک راز ہے جو کسی قوم کو اولوالعزم اور کارکن بنا سکتا ہے ورنہ دوسروں میں جذب ہو کر ایک دریا بھی اپنے اثر اور نام کو کھو دیتا ہے تو ایک قوم کا مٹ جانا کیا بات ہے۔ اپنی ہستی کو قایم رکھنا چاہتے ہو تو آپ کا م کرو۔ اب میں بدون کسی بنی تمہید کے اس کیفیت کو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے الفاظ میں درج کر دیتا ہوں :۔ ایڈیٹر۔

"مولوی شبلی نے ایک اشتہار نکالا ہے کہ ایک رسالہ بنام دائرۃ التالیف جاری کیا جاوے جس میں مشاہیر علماء مضامین لکھا کریں اور یکجا کر کے مشتہر کئے جایا کریں۔ پھر مضامین کی فہرست دی ہے۔ اور من جملہ ان کے اہم مضمون یہ رکھا ہے کہ قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت اور معارف و حقایق پر مضمون لکھے جائیں اور دوسری کتابوں سے اس کی ترجیح ثابت کی جاوے۔ غرض بڑا لمبا اشتہار ہے۔ مولوی نورالدین صاحب کے نام آیا۔ انہوں نے اسے بہت پسند کیا اور مجھے اپنے ساتھ متفق کیا۔ ہم نے یہ خیال کیا کہ اب ہم لکھنو کے جلسہ کی طرح اس میں بھی مضامین لکھکر غالب آجائیں گے۔

ہاں اس میں مضامین کی سرخی میں یہ بھی تھا کہ الٰہیات اور نبوت پر بھی مضامین ہوں ہم نے یہ سوچا کہ وہ لوگ کچھ ہی کیا سکتے ہیں۔ یوں اس سارے سلسلہ میں رسالہ میں سے سب سے زیادہ ہمارے مضامین شائع ہونگے غرض ہم از بس خوش ہوئے اور سہ پہر شام کے وقت بڑے فخر اور جوش اور خوشی سے بمعیت مولوی صاحب حضرت اقدس کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی۔ حضرت نے فرمایا۔

ہم کوئی کام ان لوگوں کی وساطت اور معیت سے کرنا نہیں چاہتے یہ لوگ زمینی ہیں۔ ان کے اغراض کبھی خالص اور صحیح ہو نہیں سکتے اور خدا تعالےٰ نے کبھی روا رکھا ہی نہیں کہ اس کا کام مادی اور زمینی آدمی کا مرہون منت ہو فرمایا۔ آپ گبھرائیں نہیں ہمارا سلسلہ کامیاب ہوگا اور ضرور ہوگا اور آسمانی راہوں سے ہوگا۔

فرمایا (اور مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر) کہ ایک سوال شبلی سے کریں اگر وہ اس کا جواب دے تو خوشی سے شامل ہونے کو طیار

ہیں، وہ یہ ہے کہ

قرآن اپنی تعلیم سے انسان کو کیا بناتا اور کہاں تک پہونچانا چاہتا ہے۔ اور اس کی علت غائی کیا ہے؟ اور اس کے پیروؤں اور دوسرے مذاہب کے پیروؤں میں آخر کار بلحاظ اعمال اور مدارج کے مابہ الامتیاز اور فارق کیا پیدا ہوجاتا ہے اور فرمایا۔ مجھے ان لوگوں کی کارروائیوں سے شدید قبض پیدا ہوتی ہے میں صاف دیکھتا ہوں کہ ان کا تعلق اس خدائے قادر مطلق سے قطعاً نہیں۔ جس کے سہارے سے ہم چلتے ہیں اور اس پر امیدیں باندھے بیٹھے ہیں غرض مولوی صاحب تو اس قدر نادم اور خجل ہوئے کہ نیچے ہی دبتے چلے جائیں اور میں بھی از بس شرمندہ ہوا اور افسوس آیا کہ ہماری معرفت اور علم کیا شے ہے۔،،

یہ واقعہ تبلیغ و اشاعت کے سلسلہ میں اس امر پر پوری روشنی ڈالتا ہے کہ ہم دوسروں کے ساتھ ملکر کہاں تک کام کرسکتے ہیں۔

ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی ذات و شخصیت کیوجہ سے ایسا کہہ سکتے تھے لیکن اب شاید اس کی ضرورت نہ ہو۔ مگر ایسا خیال محض نادانی اور جہالت کا خیال ہوگا جو طریق تبلیغ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں تعلیم کیا اور اپنے طرز عمل سے بتایا۔ وہ اس کی تائید نہیں کرتا۔

دنیا میں اسلام کی شوکت و جلال اور اس کی صداقت و کمال کے ظاہر کرنے کا ایک ہی طریق ہے کہ اس سلسلہ کو پیش کیا جاوے لیکن اگر اس کو چھوڑ دیا جاوے تو آج صداقت اسلام کے لئے اور راستہ نہیں۔ ایسی حالت میں اس کا اخفا کیونکر ہوسکتا ہے؟ اور پھر یہ غرض دوسروں کے ساتھ ملکر کیوں کر پوری ہوسکتی ہے؟

اتفاق و اتحاد فی نفسہ اعلیٰ درجہ کی بات ہے۔ مگر یہ وہی اتحاد ہے جو ایک ہاتھ پر واعتصموا بحبل اللہ کے حکم و ارشاد کے ماتحت ہوا کرتا ہے۔

غرض وہ زمانہ بھی عجیب زمانہ تھا۔ جس کی یاد آکر تڑپا جاتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے متبعین میں ایک ایسی روح پیدا کرنی چاہتے تھے کہ وہ دوسروں میں اپنے اخلاق اور اعمال کے ساتھ ہی نہیں بلکہ ان کے آثار و علامات کے ساتھ ممتاز ہوں۔

پھر آپ کے صحابہ کرام کی سیرتوں پر نظر کرو حضرت حکیم الامتہ اور حضرت مخدوم الملتہ جیسے عالم و عارف انسان کس فروتنی کے ساتھ اپنی کمزوری اور غلطی کا اعتراف کرتے ہیں



## کلید ظفر

چودھری ظفر اللہ خان صاحب بی۔ اے بیرسٹر ایٹ لاء ان نوجوانوں میں سے ایک ہیں جنکی قابلیت اور اخلاص قابل رشک ہے۔ انگلستان کے زمانہ قیام میں بھی ایک مستقل مزاج اور عملی احمدی کی حیثیت میں ممتاز رہے اور ہندوستان آکر انہیں خدا تعالیٰ نے سلسلہ کے بڑے بڑے کاموں کا موقعہ دیا۔ بانکی پور کے مشہور مقدمہ میں جو تقریر انہوں نے کی اور مشہور لسان مسٹر مظہر الحق کے مقابلہ میں کی اس کی خوبی کا اعتراف ہائی کورٹ کے ججوں تک نے کیا اور اخبارات میں بھی اس کا ذکر ہوا۔ پھر وزیر ہند کے روبرو جس مستقل مزاجی سے آپ نے احمدی جماعت کے ایڈریس کو پڑھا۔ وہ تحسین حاصل کئے بغیر نہ رہا۔ لاہور کے کامیاب قانونی رسالہ انڈین کیسز کے ایڈیٹر کی حیثیت میں آپ کی قانونی واقفیت اور معلومات میں قیمتی اضافہ ہو رہا ہے۔ صدر انجمن کے وہ قانونی مشیر ہیں احمدی جماعت کے لئے یہ شکر گذاری کا مقام ہے کہ خدا تعالیٰ نے لاہور جیسے مقام پر اسے ایک نہایت قابل اور متدین نوجوان کی قانونی قابلیت سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ دیا ہے۔ چودھری صاحب مستقل طور پر لاہور ہی میں انشاء اللہ رہیں گے اور ایڈیٹری کے فرائض انکی قانونی پریکٹس میں روک نہیں بلکہ وہ چیف کورٹ میں بھی کام کرنے میں رسالہ کی ایڈیٹری نے ان کی قانونی قابلیت میں بہت قیمتی اضافہ کر دیا ہے گویا سب سے اول ...

... اطلاعیں انکو معلوم ہوتی ہیں بہر حال میں تو اسے خدا تعالیٰ کا ایک فضل سمجھتا ہوں کہ چودھری صاحب نے لاہور کا قیام پسند کیا۔ اس سے ہماری جماعت کے ان افراد کو کوئی فائدہ نہیں ہوسکتا جو چیف کورٹ میں اپنے کاروبار رکھتے ہیں۔ بلکہ ہر قوم اور ہر مذہب کے لوگ جو خطرناک ...

اور بشریکن قانوندان کے متعدد ... صاحب ... میں ... لائق